بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ خاندان میں شادی کرنے سے وراثتی بیماری کے پھیلنے کا شریعت میں ثبوت نہیں ☆

سوال نمبر 9۔ کیا فرماتے ہیں حضراتِ علماءِ کرام ان مسائل کے بارے میں؟

(الف) ڈاکٹری کی رو سے خاندان میں شادیاں کرنے سے وراثتی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ شریعت میں اس کی کیا حقیقت ہے؟

(ب) خاندان میں شادی کرنا افضل ہے یا خاندان سے باہر شرعی لحاظ سے؟

(ج) کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں چچازاد اور ماموں زاد کے علاوہ دور کے رشتہ داروں میں یا اور کسی خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب دی ہے (میں نے کسی کتاب میں یہ پڑھا تھا، کتاب کا نام یاد نہیں)۔

(د) کیا آدمی وراثتی بیماریوں سے بچنے کیلئے خاندان سے باہر شادی کرسکتا ہے؟

والسلام!

محمد طیب۔ 199 اقبال ہال نشتر میڈیکل کالج ملتان۔

جواب: نکاح کرتے وقت جن اوصاف کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے، ان میں سے ایک عورت کے حسب یعنی خاندان، شرافت کو دیکھنا ہے۔ لیکن شریعت نے اصل بنیاد دین کو ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا اگر اپنے خاندان میں دیندار رشتہ نہ ملتا ہو اور نسبتاً بعید خاندان میں دیندار رشتہ ملتا ہو تو شادی کرنے میں اس کو ترجیح دینا چاہئے۔ جیسا کہ ”مصنف عبدالرزاق“ میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کی امانت داری اور اچھے اخلاق سے تم رضامند ہو تو نکاح کردیا کرو، وہ کوئی بھی ہو اس لئے کہ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین پر فساد پیدا ہوجائے گا۔

رہا خاندان میں زیادہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ شادیاں کرنے سے وراثتی بیماریوں کا آنے والی نسل میں منتقل ہونا یا بچے کا جسمانی اور ذہنی اعتبار سے ضعیف ہونا، سو شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کا تعلق تجربے سے ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ کبھی ایسے نکاح کے بعد کوئی بیماری ظاہر نہیں ہوتی، کبھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس بناء پر رشتہ داروں سے نکاح کو ہمیشہ کیلئے برا سمجھنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص سبب کے درجہ میں طبی احتیاط کے طور پر اس سے اجتناب کرے تب بھی شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

بعض کتابوں میں ایک بات حدیث کے طور پر پیش کی جاتی ہے، ”لا تنکحوا القرابۃ القریبۃ

فان الولد یخلق ضاویا ای نحیفا" یعنی قریبی رشتہ داروں سے شادی نہ کرو، اس لئے کہ اس سے اولاد ضعیف پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کا حدیث ہونا سند سے ثابت نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات بطور حدیث کے مانی جائے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور اگر یہ بات تجربہ پر مبنی ہے تو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

علامہ زبیدیؒ نے اس حدیث کے متعلق ابن صلاحؒ کا قول "اتحاف السادۃ المتقین" میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی کوئی قابلِ اعتماد اصل نہیں مل سکی۔

حاصل یہ کہ شریعت کے طرف سے نہ اپنے خاندان میں شادی کرنے کی ممانعت ہے اور نہ غیر خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب۔ البتہ فطری شرافت دینداری اور مستقبل میں موافقت جیسے اُمور کا خیال رکھنا بہرحال ضروری ہے۔ اور اگر اپنے قریبی خاندان میں شادی کرنا کسی مصلحت کے خلاف ہو جس میں طبی مصلحت بھی داخل ہے تو پھر دوسرے خاندان میں شادی کرنا بہتر ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ عن النبی قال تنکح المرأۃ لا ربع لما لھا ولحسبھا ولجما لھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک. (بخاری ۲،۲۶۲۷)

عن عبد الرزق عن معمر عن یحی بن أبی کثیر قال قال رسول اذا جاء کم من ترضون أمانته وخلقه فانکحوه کائناً من کان فان لا تفعلوا تکن فتنة فی الأرض وفساد کبیراً وقال عریض (مصنف عبد الرزاق ٦ : ۱۵۳)

لا تنکحوا القرابة فان الولد یخلق ضاویاً نحیفا قال المختصر لیس بمرفوع (الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی ۱۳۱)

لا تنکحوا القرابة القریبة فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً لیس بمرفوع تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۱۳۷.

ان لا تکون من القرابة القریبة فان ذالک یقلل الشھوۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم لا تنکحوا القرابة القریبة فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً اصله ضاووی وزنه فاعول (ای نحیفاً) قلیل الجسم وجاریة ضاویة کذالک کذا فی الصحاح قال ابن صلاح لم أجد لھذا الحدیث اصلاً معتمداً قال العراقی انما یعرف من قول عمرؓ انه قال لآل السائب قد أضویتم فانکحوا فی النزائع رواہ

ابراهیم الحربی فی غریب الحدیث وقال معناه تزوجوا فی الغرائب قال ویقال اغتربوا ولا تضووا وللطبرانی من طلحة بن عبد اللّٰه "الناکح فی قومه کالعشب فی داره" فی اسناده سلیمان بن ایوب الطلحی قال ابن عدی عامة احادیثه عندی صحاح ورجحها الضیاء المقدسی فی المختارة قلت وفی الصحاح للجوهری فی الحدیث اغتربوا ولا تضووا أی تزوجوا فی الأجنبیات ولا تتزوجوا فی العمومة وذالک ان العرب تزعم ان ولدا لرجل من قرابته یجئی ضاویاً ای نحیفاً غیر أنه یجئی کریماً علی طبع قومه. (اتحاف السادة المتقین لزبیدی ٥: ٣٤٩)

اما قول بعض الشافعیة یستحب أن لا تکون المرأة ذات قریبة فان کان مستنداً الی الخبر فلا اصل له أو الی التجربة وهو أن الغالب أن الولد بین القرابتین یکون أحمق فهو متجه. (فتح الباری ٩: ١٣٥)

الاغتراب فی الزوج

من توجیهات السلام الحکمیة فی اختیار الزوجة تفضیل المرأة الأجنبیة علی النساء ذوات النسب والقرابة حرصاً علی نجابة الولد وضماناً لسلامة جسمه من الأمراض الساریة والعاهات الوراثیة وتوسعاً لدائرة التعارف الأسریة وتمتیناً للروابط الاجتماعیة ففی هذا تزداد أجسامهم قوة ووحدتهم تماسکا وصلابة وتعارفهم سعة وانتشاراً فلا عجب ان تری النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قد حذر من الزواج بذوات النسب والقرابة حتی لان ینشاء الولد ضعیفاً وتنحذر الیه عاهات أبویه وامراض جدوده فمن تحذیر انه علیه الصلاة والسلام فی هذا قوله لا تنکحوا القرابة فان الولد تخلق ضاویاً ای نحیفاً وقوله اغتربوا ولا تضووا قال الشیخ عبد اللّٰه ناصح لم اعثر علی تخریج المحدثین حتی الآن. (تربیة الاولاد فی الاسلام ١: ٣٩).

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ 10
۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

عبدالستار عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۹/۵/۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبداللہ عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہ
۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲۹/۵/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ میڈیکل کے طالبعلم کیلئے علاج کا طریقہ سیکھنے کیلئے
ولادت کا عمل دیکھنا جائز نہیں ☆

سوال نمبر 10۔ میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں، آخری سال میں زچہ و بچہ وارڈ میں ڈیوٹی لگتی ہے۔ وہاں ولادت کے تمام مراحل کا معائنہ کرایا جاتا ہے۔ کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ اس کی تعلیم ضروری ہے اور وہاں حاضری لازمی ہے، ورنہ امتحان میں فیل کر دیا جاتا ہے۔

جواب: عام حالات میں کسی عورت کی شرمگاہ اور ستر کو دیکھنا کسی بھی اجنبی مرد یا عورت کیلئے جائز نہیں۔ میڈیکل کے طالب علم کیلئے ولادت کا عمل محض علاج کا طریقہ سیکھنے کیلئے دیکھنا جائز نہیں۔

خلیل احمد عفی عنہ
الجواب صحیح
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۴-۲-۱۴۱۹ھ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

نائب مفتی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی